چند قواعدِ فقہیہ کی وضاحت

علامہ ابوالعرفان محمد انور مگھالوی

(قسط نمبر۳)

قاعدہ نمبر ۱۱:

"اِذَا اِجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ اُضِيفَ الْحُكْمُ اِلَى الْمُبَاشِرِ"

(جب کسی عمل میں مباشر (خود عمل کرنے والا) اور متسبب (کام کا سبب بننے والا) جمع ہو جائیں تو اس کے حکم کی نسبت مباشر کی طرف کی جائے گی)

مثالیں:

اگر کسی نے کنواں کھودا اور پھر کسی نے دوسرے کی کوئی شئی اس میں پھینک کر ضائع کر دی یا کسی آدمی کو اس میں دھکیل دیا جس کے سبب وہ مر گیا تو مذکورہ اصول کے مطابق ضائع ہونے والی شئی کی ضمانت اور فوت ہونے والے کا قصاص مباشر (پھینکنے والے) پر ہوگا متسبب یعنی کنواں کھودنے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

۲۔ اگر کسی نے غیر کے مال پر دوسرے کی رہنمائی کی اور اس نے وہاں پہنچ کر اس کا سامان چوری کر لیا تو اس چوری کی سزا اور مال کی ضمانت سارق (مباشر) پر ہوگی رہنما (متسبب) اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

۳۔ اگر عداوت کے سبب کسی نے اپنے دشمن کو غیر سے قتل کرا دیا یا وارث نے میراث کے لالچ میں اپنے مورث کو غیر سے قتل کرا دیا تو ان دونوں صورتوں میں قصاص قاتل سے لیا جائے گا۔ پہلی صورت میں متسبب بری ہوگا جبکہ دوسری صورت میں اسے میراث کا مستحق ٹھہرایا جائیگا۔

نوٹ: اگر اس قاعدہ میں بنظر عمیق غور کیا جائے تو یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اسے بغیر قیود و شرائط کے جاری کرنا ظلم تعدی کا راستہ ہموار کرنے اور جرائم کا ارتکاب سہل بنانے کے مترادف ہے اس لئے اس میں عام رائے یہ ہے کہ حکم کی نسبت صرف مباشر کی طرف تب ہونی چاہئے جب

متسبب بالقصد کسی شئی کے ضیاع اور تلف ہونے کا سبب نہ بنے اور اگر متسبب نے بالارادہ کسی عمل کا مشورہ دیا ہو تو پھر جس طرح حکم کی نسبت مباشر کی طرف کی جاتی ہے اسی طرح متسبب کی طرف بھی ہونی چاہئے لہٰذا اس صورت میں قاضی کو اختیار ہوگا کہ وہ دونوں میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے جرم کے مطابق سزا دے تاکہ کسی کو اس طرح دوسرے کو نقصان پہنچانے کی جرأت نہ ہو۔

احناف نے اسے قاعدہ کلیہ شمار نہ کرتے ہوئے چند ایسی صورتیں بیان کی ہیں جن میں یہ استعمال نہیں ہوتا اور حکم کی نسبت مباشر کی بجائے متسبب کی طرف ہوتی ہے۔

مثالیں:

اگر مودع (جس کے پاس مال بطور امانت رکھا گیا ہو) نے بذاتِ خود مال ودیعت پر چور کی رہنمائی اور اس نے مال چرالیا تو اس صورت میں مال کی ضمانت متسبب (مودع) پر ہوگی۔

۲۔ اگر محرم (احرام باندھنے والا) نے کسی غیر محرم کی شکار پر رہنمائی کی اور اس نے اسے شکار کرلیا تو اس کی ضمانت محرم (متسبّب) پر ہوگی۔

۳۔ اگر کسی حاسد نے ظالم حاکم کے پاس کسی کے مال کی چغلی کھائی جس کے سبب حاکم نے مال کا کچھ حصہ ضبط کرلیا تو اس مال کا ضامن چغل خور (متسبب) ہوگا۔

۴۔ اگر کسی نے بچے کے ہاتھ پر تیز دھار آلہ پکڑا دیا جس کے سبب بچے نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا تو اس صورت میں بھی ضامن پکڑانے والا (متسبب) ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۱۲:

"اَلْحُکْمُ یَتْبَعُ الْمَصْلِحَۃَ الرَّاجِحَۃَ"

(حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے)

یہ اصول امر و نہی دونوں میں یکساں استعمال ہوتا ہے۔

مثال نمبر ۱:

قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پر زکوٰۃ ادا کرنے اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا

ہے۔مثلاً زکوۃ کے متعلق ارشاد فرمایا:

"اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ"(البقرۃ:۴۳)

(نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو)۔

اور انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ"(البقرۃ، پ۳، ۲۶۷)

(اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو)۔

ان احکام کے ظاہر کو دیکھنے سے ان میں نقصان نظر آتا ہے کیونکہ مال کمانے اور جمع کرنے کے لئے محنت کسی کی ہوتی ہے اور اسے کھانے اور لطف اندوز ہونے کے لئے کوئی اور ہوتا ہے۔

اسی طرح جہاد کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے:

"وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ" (الحج، پ۱۷، ۷۸)

(اور (سرتوڑ) کوشش کرو اللہ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے)

اس میں بھی میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت دینے والے اور ہوتے ہیں جان کا نذرانہ پیش کرنے اور خون کا آخری قطرہ تک قربان کرنے والے اور ہوتے ہیں جبکہ امن وسکون سے محظوظ ہونے والے اور ہوتے ہیں، تو ایسے احکام کی ظاہر صورت حال کا مشاہدہ کرنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان میں انصاف کا پہلو مفقود ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ انہی احکام میں بنظر غائر تدبر کرنے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ گو ان میں نقصان کا پہلو بھی ہے مگر منفعت کا پہلو غالب ہے۔مثلاً اگر زکوۃ نہ دی جائے اور انفاق فی سبیل اللہ پر عمل پیرا نہ ہوا جائے تو نتیجتاً معاشرے میں محرومی کا احساس پیدا ہو جائے گا جو غرباء اور افلاس کی چکی میں پسنے والوں کو چور، لٹیرا اور ڈاکو بنا کر رکھ دے گا جس کے سبب امراء اور دولتمند افراد کی عزت اور جان و مال ہرگز محفوظ نہیں رہ سکیں گے لہٰذا امراء اور خوشحال طبقہ کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لئے غرباء اور مساکین کو طرح طرح کے جرائم کے ارتکاب سے بچانے کے لئے اور معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے صاحبِ نصاب افراد کو اپنے مال کا ۴۰/ا چالیسواں حصہ بطور زکوۃ ادا کرنے اور عام حالات میں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ معاشرے کا مفلوک الحال اور نادار طبقہ بھی اپنی حاجات وضروریات باحسن طریق پوری کر سکے۔یہی صورت حال جہاد اور دیگر احکام شرعیہ کی ہے، لہٰذا تقابلی جائزہ سے یہ معلوم

ہوتا ہے کہ مصلحت راجحہ یہی ہے کہ ان احکام پر عمل پیرا ہوا جائے۔

۲۔ شراب کا استعمال حرام ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ ط (المائدۃ، پ ۷، ۹۰)

(اے ایمان والو!) یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو ان سے بچو)۔

مگر اس میں غور کرنے سے اس کے چند فوائد بھی سامنے آتے ہیں مثلاً سردی سے محفوظ رکھنا، ذہنی آرام وسکون پہنچانا اور خون میں اضافہ کا سبب بننا وغیرہ۔ مگر اس کے باوجود جب اس میں بنظرِ عمیق تدبر وتفکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شراب کے استعمال کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان کی صفت علیا یعنی عقل ضائع ہو جاتی ہے اور اس کے نشہ کی حالت میں ماں بہن اور بہو بیٹی کی تمیز اڑ جاتی ہے تو اس تقابلی جائزہ سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ شراب کے مفاسد اور نقصانات زیادہ ہیں اور اس کے فوائد ومنافع کم ہیں لہٰذا اس میں مصلحت راجحہ یہی ہے کہ اس کی حرمت کا حکم دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر احکام شرعیہ مثلاً قصاص، حدود، دیت، عبادات کی تمام اقسام اور دیگر فواحش ومظالم میں اوامر ونواہی مصلحت راجحہ کے تابع ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

قاعدہ نمبر ۱۳:

"مَا حَرُمَ اَخْذُهٗ حَرُمَ اِعْطَاءُهٗ"

(جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے)۔

یعنی مال و دولت جمع کرنے کے وہ تمام طرق جن کے ذریعے مال لینا شرعاً ممنوع اور حرام ہے بعینہٖ ان کے ذریعہ سے کسی کو مال دینا بھی شرعاً حرام ہے۔

مثالیں:

سود: جس طرح سود لینا شرعاً حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے کیونکہ قرآن پاک نے "حَرَّمَ الرِّبٰوا" فرما کر اسے کلیۃً حرام قرار دیا ہے۔

ربو (سود) کا لغوی معنی مطلق زیادتی ہے جبکہ اس کا شرعی مفہوم یہ ہے:

"هُوفَضْلُ مَالٍ بلاعِوَضٍ فِيْ مُعَاوَضَةِ مَالٍ بِمَالٍ" (کنز الدقائق، ۳۴۸)

(مال کی وہ زیادتی جو مال کے بدلے مال کے معاوضہ میں بلاعوض ہوتی ہے ربو کہلاتی ہے)۔

ربو کے ثبوت کے لئے قدر اور جنس کا ایک ہونا ضروری ہے اگر دونوں شرطیں موجود ہوں گی تو مال میں تفاضل (زیادتی) اور نساء (تاخیر ادھار) دونوں حرام ہوں گے اور اگر صرف ایک شرط پائی جائے گی تو تفاضل جائز ہوگا اور نساء حرام ہوگا۔ اگر دونوں شرائط مفقود ہوں گی تو تفاضل اور نساء دونوں جائز ہوں گے۔ سود کی حرمت قرآن وسنت اور اجماع تینوں سے ثابت ہے۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے کے متعلق ارشاد فرمایا:

"عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ" (مسلم شریف)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، سود دینے والے، اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا یہ تمام اس (گناہ) میں برابر ہیں)۔

(۲) "عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَيْسَرُهَا أَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ"

(رواہ ابن ماجہ وبیہقی)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جس میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے)۔

مذکورہ ارشادات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ سود حرام قطعی ہے لہٰذا اس کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام ہے۔

☆العادة محكمة ☆عادت کو حکم بنایا گیا ہے (یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا)

(۲) نوحہ کی اجرت:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عورتیں بیعت کے لئے حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نوحہ (ماتم) نہ کرنے کا عہد لیتے تھے، اس لئے نوحہ کرنا بالاجماع حرام ہے، شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

"اِنَّ النَّوْحَ حَرَامٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّهُ جَاهِلِيٌّ" (عمدۃ القاری، ج ۸، ص ۸۴)

(بے شک نوحہ بالاجماع حرام ہے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسم ہے)۔

لہٰذا اگر کسی نے اس فعل حرام کے لئے کسی کو اجرت پر لیا تو اس کا اجرت دینا اور نوحہ کرنے والی کا اجرت لینا حرام ہوگا۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس فعل شنیع سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف انداز میں شدید وعیدیں بیان فرمائیں، ان میں سے چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:

(۱) "عَنْ اِبْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَانِيْحَ عَلَيْهِ" (بخاری شریف)

(حضرت ابن عمر اپنے باپ سے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو قبر میں اسی شئی سے عذاب دیا جاتا ہے جس سے اس پر نوحہ کیا جائے)۔

(۲) "عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ" (ابوداؤد)

(حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نوحہ کرنیوالی اور نوحہ سننے والی پر لعنت کی ہے)

(۳) "عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّوْحِ" (مصنف ابن ابی شیبہ)

(حضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے)۔

(۴) حدیث ا... عمر اخرجہ البیہقی

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

"أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ وَالْحَالِقَةَ وَالسَّالِقَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُتَوَشِّمَةَ وَقَالَ لَيْسَ لِلنِّسَآءِ فِيْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ أَجْرٌ" (منقول عمدۃ القاری، ج ۸، ص ۸۵)

(امام بیہقی نے حضرت ابن عمر کی سند سے حدیث بیان کی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نوحہ کرنے والی، نوحہ سننے والی، مصیبت کے وقت بال کھولنے والی، مصیبت کے وقت آواز بلند کرنے والی پر لعنت کی ہے اور فرمایا عورتوں کیلئے جنازوں کے پیچھے چلنے میں کوئی اجر نہیں ہے)۔

(۵) "عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوٰى الْجَاهِلِيَّةِ" (بخاری شریف)

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے رخساروں پر تماچے لگائے اور گریبان چاک کیا اور زمانہ جاہلیت کی طرح بین کئے)۔

مذکورہ تمام ارشادات نبویہ سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ شریعت اسلامیہ میں نوحہ کرنے کی قطعاً اجازت نہیں اور یہ بالاجماع حرام ہے۔ لہٰذا اس پر اجرت لینا اور دینا بھی حرام ہے۔

(۳) کاہنوں اور نجومیوں کی اجرت:

کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جا کر اپنے حالات دریافت کرنا اور پھر ان کی بتائی ہوئی باتوں پر صحت کا اعتقاد رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کے لئے انتہائی شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور کاہنوں کی اجرت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی مخالفت کرنے کے سبب اس عمل پر اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

(۱) "عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا"

(مسلم شریف، ریاض الصالحین)

☆☆ گستاخ رسول کو سر کا خطاب قابل مذمت ہے ☆

(حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کاہن و نجومی کے پاس آیا اور کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی)۔

(۲) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" (رواہ احمد و ابوداؤد) (منقول انوار الحدیث)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کاہن کے پاس آیا اور اس کے قول کو سچا جانا تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہوگیا)۔

(۳) "عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاهِنِ متفق علیه" (ریاض الصالحین)

(حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور کاہن کی شیرینی (عطیے) سے منع فرمایا ہے)۔

(۴) گانے بجانے کی اجرت:

لہو ولعب اور وقت گزاری کے لئے ناچ گانے اور رقص و سرور کی محفل سجانا حرام ہے۔ اس عمل کے لئے لائی گئی عورتوں کو اجرت دینا اور ان کا وصول کرنا شرعاً حرام ہے کیونکہ رب ذوالجلال اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○" (لقمان:۶)

(اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کا بیوپار کرتے ہیں تا کہ راہِ خدا سے بھٹکاتے رہیں (اس کے نتائج بد

سے) بے خبر ہو کر اس کا مذاق اڑاتے رہیں یہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے)۔

آیت کریمہ میں مذکورہ لفظ لہو الحدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت علامہ محمود آلوسی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"عَنِ الْحَسَنِ كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللهِ وَذِكْرِهٖ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيْكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغَنَّاءِ وَنَحْوِهَا" (روح المعانی)

(یعنی ہر وہ بات لہو الحدیث ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے۔ رات گئے تک قصہ گوئیاں، ہنسانے والے چٹکلے، ہر طرح کے خرافات اور گانا بجانا وغیرہ اس میں شامل ہیں)۔

اس آیت کی روشنی میں ایسے تمام امور کے لئے اجرت دینا اور لینا حرام ہے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات گرامی بھی پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمایئے:

(۱) "عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ تَعْلِيْمُ الْمُغَنِّيَاتِ وَاَثْمَانُهُنَّ حَرَامٌ وَفِیْ مِثْلِ هٰذَا نَزَلَتْ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الْاٰيَة وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَّرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالْغَنَاءِ اِلَّا بَعَثَ اللهُ شَيْطَانَيْنِ اَحَدُهُمَا عَلٰى هٰذَا الْمَنْكَبِ وَالْاٰخَرُ عَلٰى هٰذَا الْمَنْكَبِ وَلَا يَزَالَانِ يَضْرِبَانِ بِاَرْجُلِهِمَا حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِیْ يَسْكُتُ" (رواہ البغوی) (تفسیر مظہری، ج ۷، ص ۲۴۷)

(حضرت ابو سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے کی تعلیم دینا جائز نہیں اور ان سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے اسی کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت ومن الناس من یشتری لھوالحدیث' نازل ہوئی جو آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ دو شیطان اس کے پاس بھیج دیتا ہے ان میں سے ایک دائیں کندھے پر ہوتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر اور وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ مسلسل مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جائے)۔

بقیہ صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں